العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية
حدائق بخشش
حسام الحرمين
كنز الايمان
اعلیحضرت امام احمد رضا کا ۷۵ واں سالانہ عرس ۲۵ صفر ۱۴۱۵ھ ۔ رضا اکیڈمی بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر ۷۵

۹۲/۸۶ء

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

جلد یازدہم

مصنفہ

مجدد دین وملت

اعلحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ

بفیض

تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلحضرت

حضور مفتی اعظم علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفے رضا خان قادری نوری رضی اللہ تعالی عنہ

ناشر

رضا اکیڈمی بمبئی

۱۳۰ ر علی عمر اسٹریٹ، بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر ــــــــ ۷۵

نام کتاب ــــــــ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد یازدہم

تصنیف لطیف ــــــــ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ

سنِ طباعت ــــــــ ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ / اگست ۱۹۹۴ء

ناشر ــــــــ رضا اکیڈمی بمبئی ۳

مطبوعہ ــــــــ رضا آفسیٹ بمبئی ۳

سول ایجنٹ

نیو سلور بک ایجنسی

۱۴، محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، بمبئی ۳

ٹیلیفون: ۳۷۱۸۹۷۰ / ۳۷۱۵۸۶۸

Rs. 140/-

فی مصر واحد ولیست ھذہ الروایۃ بالمختار ولیست ھذا القول اعنی اختیار صلوۃ لاربع بعدھا
مرویا عن ابی حنیفۃ وصاحبیہ حتی وقع لی ان افتیت مراراً بعدم صلوتھا خوفا عن اعتقاد الجھلۃ
بانھا فرض وان الجمعۃ لیست بفرض الخ پس از قول صاحب بحرالرائق مطلقاً منع کردن معلوم میشود و
بعض علما میگوید کہ بہتر این ہست کہ بعد از جمعہ دوازدہ رکعات گزاردہ شود چہار رکعت احتیاطی چنانچہ معروف
ہست چنانچہ صاحب شامی نوشتہ ہست ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصراً ینبغی لھم
ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعاً بنیۃ الظھر احتیاطاً الخ۔ لکن نزد بندہ مختار ایں ہست کہ قول صاحب بحرالرائق حمل
کردہ شود بر عوام الناس وعوام الناس را فتوی دادہ نہ شود بر گزاردن فرض احتیاطی زیراکہ ایشاں را
ضرورۃ تردد واقع میشود در فرضیت جمعہ وقول صاحب شامی محمول ہست بر خواص ازیں وجہ کہ ایشاں واقف
ہست از احوال نیت واصل خلاف پس واقع نمی شود ایشاں را تردد در فرضیت جمعہ ودلیل گرفتہ ام بقول مقدسی
حیث قال نحن لا نأمر بذلک امثال ھذہ العوام بل ندل علیہ الخواص الخ حاصل آنکہ فرض احتیاطی
درحق عوام الناس امر کردہ شود بلکہ خواص را بہتر ہست فقط السلام علیکم علی من لدیکم ہذا ما وضع لی واللہ اعلم بالصواب

محررہ فقیر مولوی سید بادشاہ ابن مولوی سید محمد صدیق اخونزادہ ساکن ریوزی

بخدمت اقدس حضرت مولنا صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ استفتا ہذا ارسال خدمت ہے لاحظہ فرمائیں
یہ مولوی صاحب جن نے جواب استفتا ہذا تحریر فرمایا ہے تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند ہیں لیکن ان کے خیالات یہ ہیں
جو ادھوں نے ارقام فرمائے ہیں اب یہ تحریر فرمائیں کہ ان مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا اور ان کے پیچھے نماز
پڑھنا کیسا ہے آیا اس شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب بعد مراسم سنت۔ وہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاکی برتی گئی ہے پھر بھی اون سے تو بہت
کی جھلک پیدا ہے آپ نے مجیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ ان میں غلط
جواب دے جب بھی کافر نہ ہوگا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جنکی نسبت علمائے حرمین شریفین نے
بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان
کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہئے کہ رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و
قاسم نانوتوی اور محمود حسن دیوبندی وخلیل احمد انبیٹھی اور ان سب سے گھشگران کے امام اسمٰعیل دہلوی اور ان
کی کتابوں براہین قاطعہ وتحذیر الناس وحفظ الایمان وتقویۃ الایمان وایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور اون لوگوں
کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے جو فتوے دیئے ہیں اونھیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ اون فتووں
سے اپنی ناواقفی ظاہر کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منگا لیجئے اور دکھائیے اگر بکشادہ پیشانی تسلیم
کرے کہ بیشک علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہوگا کہ دیوبندیت کا اوس پر کچھ اثر نہیں ورنہ

علمائے حرمین شریفین کا وہی فتوی ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ اوسوقت آپکو ظاہر ہو جائیگا کہ یہ شخص اللہ ورسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا درکنار "علمائے دین واکابر مسلمین" جانے وہ کیونکر مسلمان پھر مسئلہ عرس وفاتحہ فرعی مسائل کا اوس کے سامنے ذکر کیا ہے فقط۔

مسئلہ ۔ ۳؍ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ برادر دینی ویقینی مولوی مرزا محمد فاروق بیگ صاحب سلمہٗ

الجواب بعد تحیۃ مسنونہ۔ اسوقت آپکا خط تلاش کیا نہ ملا معلوم نہیں اور کیا لکھا تھا ایک سوال دربارہ عرس یاد ہے۔ عرس شریف کا ثبوت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے رسالہ ذبیحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وصدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما سے دیا ہے۔ شاہ صاحب موصوف اور اون کے اب وجد عرس کرتے ہیں۔ ایک پنجابی نے اسپر اعتراض کیا جس کا جواب شاہ صاحب نے حدیث سے دیا۔ کلام اوس عرس شریف میں ہے جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو اوس میں خیر کے سوا کیا ہے اور خیر کا بعینہ منقول ہونا کچھ ضرور نہیں۔ یہ مسئلہ صدیق وفاروق وصحابہ رضی اللہ تعالی عنہم میں طے ہولیا کہ اگرچہ حضرت اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نہ کیا مگر کام خیر ہے لہذا کیا جائے اور اسپر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا اجماع ہوا۔ سوال کا جواب تو اتنا ہے مگر مدارس کی تعمیر اور اون میں مدرسین کا تنخواہوں کے ساتھ تقرر اور اوس میں درس نظامی یا اور کسی مقرر کردہ نصاب کا تعین اور اون میں ماہانہ وسالانہ امتحان اور اوس میں کامیابوں کے نمبر اور اون پر انعام اور کتابیں چھاپنا کمیشن مقرر کرنا وغیرہ ہزاروں باتیں منکرین میں رائج ہیں وہ سب بھی اپنے آپکو حنفی کہتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ ان باتوں کی تصریح امام اعظم سے کہاں اونھیں ہاتھ لگی یونہی اپنے اور اپنے اہل وعیال کے فرض وواجب نفقہ کا کوٹ انسپکٹری سے ادا کرنا بھی امام اعظم کے ارشاد سے کیوں نہ محتاج تصریح ہوا بچوں کو دعا۔ فقط۔

مسئلہ ۔ از مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم مدرسہ مذکور ۱۲؍ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ

بسا اسرار اینجا باہم آمد ‏ بگو مفتی خطائے یا صوابم ‏ پس آنگہ رحمتش نہ باہم آمد ‏ "سزایم بر گناہم لازم آمد

الجواب

مسلماں را سزا لازم کہ گر دست ‏ کہ قول اعتزالی ظالم آمد ‏ دگر باید سزا کاں نیاید

کہ عفوش بہر مومن لازم آمد ‏ دگر بالغرا ز چیزے نہ بخشد ‏ زنقصان رحمتش خود سالم آمد

کہ یرحم من یشاء لاکل فرد ‏ یعذب من یشاء ہم قائم آمد ‏ بدنیا رحمتش برجملہ عام ست

لقبے خاص خط مسلم آمد ‏ ثوابش بہر مومن منتہی نیست ‏ عذابش بہر کافر دائم آمد

برائے ہر صفت مظہر بکار ست ‏ کہ او ذو انتقام وراحم آمد

واللہ تعالی اعلم